Date:8-11-2016

Mortgageپر فتوی

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں انگلینڈ میں گھر خریدنا چاہتاہوں کیونکہ میں یہاں رہتاہوں۔افسوس کہ میرے لیے یہاں بغیر مورگج کے گھر خریدنا ناممکن ہے۔میں سود سے بچنا چاہتاہوں کیونکہ وہ حرام ہے۔کیا یہاں کے کافروں سے بھی ایسے عقد کے ذریعے مال لینا حرام ہے؟اگر ہے تو ایسی صورت میں شریعت مطہرہ ہمیں کیا حل ارشاد فرماتی ہے؟

سائل:زبیر فرام انگلینڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بِعَونِ المَلِکِ الوَھاب اللھم ھدایۃَ الحَق والصواب

اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان سے سودی معاملہ کرتا ہے تو یہ حرام ہے بلاشبہ ایسا کرنے والا فاسق۔لیکن کسی مسلمان کا کسی حربی کافر کے ساتھ ایسا کوئی عقد جو مسلمان کا مسلمان کے ساتھ حرام تھا کرکے مال لیناسود نہیں مگراس میں شرط یہ ہے کہ اس میں مسلمان کا نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو۔حدیث میں آیا کہ لَا رِبَا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِيِّ فِي دَارِ الْحَرْبِ [شرح وقایہ ج۲ص۱۶۴]

اگرچہ اس حدیث پاک کی سند پر کلام ہے مگر حربی کافر اور مسلمان کے درمیان ہونے والے عقد فاسد کے ذریعے مسلمان کا فائدہ حاصل کرنا ایک مضبوط اور قوی علت سے ثابت ہے۔وہ علت یہ ہے کہ دارالحرب میں کافر کا مال وجان دونوں مامون ومحفوظ نہیں۔لہٰذا مسلمان جھوٹ اور دھوکہ دہی کے بغیر جیسے بھی حربی کافر کا مال لے لے جائز ہے۔اس لیے ان دونوں کے درمیان سود نہیں ہے۔بلکہ وہ مال مباح ہے اگرچہ کفار نے اس کا نام سود رکھ دیا ہے۔لیکن اس عقد فاسد میں مسلمان فائدہ لینے والا ہونہ کہ کافر کو فائدہ دینے والا۔کیونکہ کافر کو سود دینا ناجائز ہے۔

وقارالفتاوی میں ہے کہ حربی کافر کا مال مباح الاصل ہونے کی وجہ سے اس طرح [عقد فاسد کے ذریعے] لینا جائز ہے کہ دھوکہ دہی،وعدہ خلافی اور جبر نہ ہو۔[اسے سود] دینے کے متعلق کسی امام یا فقیہ نے لکھا۔ہمارے نزدیک بھی کافر حربی

سے مسلمان [مال مباح جانتے ہوئے] سود لے تو سکتا ہے دے نہیں سکتا۔[وقارالفتاوی ج۱ص۲۴۶]

اور بہار شریعت میں ہے کہ عقد فاسد کے ذریعہ سے کافرِ حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔

[بہار شریعت ج ۲ حصہ ۱۱ مسئلہ نمبر ۲۹ ص ۷۷۵]

مگر انگلینڈ، امریکہ و کینڈا جیسے ممالک میں نقد گھر خریدنا بہت مشکل ہے۔ ان ممالک میں اگر گھر خریدنا ضرورت یا حاجت کے زمرے میں آتا ہے تو ایسی صورت میں کافر کو نفع دے کر بھی اپنی حاجت کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضرورت اور حاجت کا متحقق ہونا ضروری ہے۔

ضرورت ایک ایسا کام جو اس قدر ضروری ہو کہ اگر نہ کیا جائے تو ان پانچ یعنی دین و عقل و نسب و نفس و مال میں سے کوئی ایک چیز ضائع ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین و عقل و نسب و نفس و مال عبث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے۔

[فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۰۵]

ایسی ضرورت ضرور ممنوعات کو مباح کرے گی۔ جیسا کہ اشباہ میں ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات: مجبوریاں ممنوع کو مباح کردیتی ہیں۔ (الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ج ا ص ۱۱۸)

حاجت ایسا اہم فعل ہے کہ پانچ چیزوں یعنی دین و عقل و نسب و نفس و مال کی حفاظت اس پر موقوف تو نہیں مگر اس کام کو چھوڑنے سے مشقت، نقصان و حرج لاحق ہوگا۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت و ضرر و حرج ہے تو حاجت جیسے معیشت [زندگی گذارنے] کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا، ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح، رواہ الشیخان گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔ مگر عامہ [عوام] کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت و حرج ہے۔۔

[فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۰۵]

ہماری شریعت میں حرج مدفوع ہے یعنی جہاں حرج واقع ہوگا تو اس کو دور کرکے اس میں آسانی لائے جائے گی۔ اسی لیے ہمارے علماء نے دو مشہور قواعد فقہیہ بیان فرمائے کہ [ا] الضرر یزال نقصان کو دور کیا جاتا ہے [۲] المشقۃ تجلب التیسیر مشقت آسانی لاتی ہے۔ (الاشباہ والنظائر الفن الاول ج ا ص ۱۱۸)

ان قواعد کا ثبوت قرآن پاک سے ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: **مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ**: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے [المائدہ: ۶]

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اگر آپ کا گھر خریدنا ضرورت یا ایسی حاجت جس سے حرج لاحق ہوگا کے زمرے میں آتا ہے تو اس کے لیے کافروں کے کسی ایسے بینک سے جس کے مالکان میں ایک بھی مسلمان نہ ہو یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جس میں نفع دینا پڑے جائز ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے کہ اگر کسی کمپنی میں کوئی مسلمان بھی حصہ دار ہو تو مطلقاً اس زیادہ روپیہ [سود] کا لینا حرام ہے

[فتاوی رضویہ ج ۱۷ ص ۳۴۹]

فتاوی بریلی میں امریکہ میں سودی قرض پر مکان لینے کے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ضرورت یا حاجت خواہ دینی ہو یا دنیوی اگر متحقق ہو تو بینک وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا [جس میں اگرچہ کافر کا نفع ہو] جائز ہے۔ اسی میں آگے مرقوم ہے کہ ایسی نام کی ضرورتوں میں ان [کافروں] سے قرض لینا اور انہیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعا ممنوع ہے۔

[فتاوی بریلی ص ۳۳]

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ ابوالحسن محمد قاسم ضیاء قادری

QUESTIONER: ZUBAIR FROM UK

What do the scholars and muftis of the mighty Shari'ah say regarding this matter: I wish to purchase a home in England because I live here. Unfortunately, it is not possible that I buy a house without a mortgage, I wish to stay away from interest because it is harām. Is obtaining such wealth from disbelievers [kuffār] through such a transaction here also prohibited? If it is, then what solution does the pure sharī'ah provide?

ANSWER:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بِعَونِ المَلِکِ الوَھاب اللھم ھدایۃَ الحَق و الصواب

If a Muslim deals interest with another Muslim, then this is harām and without doubt, the one who does this is a sinner [fāsiq]. However, if a Muslim carries out such a transaction with a harbī kāfir which is otherwise harām between two Muslims, and he obtains some wealth via this transaction, this is not considered as interest. But, the condition is that there be no loss to any Muslim, rather, there should be a benefit. It is mentioned in a Hadīth: "There is no ribā [interest] between a Muslim and a harbī kāfir in dār al-harb." [Sharhal-Wiqāyah, Volume 2, pg 164]

Even though there is a discussion on the chain of narration [sanad] of this Hadīth, nevertheless, a Muslim's taking of benefit through an invalid [fāsid] transaction with a harbī kāfir is proven by strong legal reasoning. The cause is that in dār al-Harb, the life and wealth of a disbeliever are not protected. Therefore, without lying and deceiving, it is permissible to take a harbī kāfir's wealth in anyway one can. Therefore there is no interest between them [harbī kāfir and Muslim]. This wealth is lawful, even if the disbelievers have labelled it as 'interest'. However, in this invalid transaction, the Muslim should be the one receiving benefit, and not giving benefit to the kāfir, because giving interest to a kāfir is impermissible.

It is mentioned in Waqār al-Fatāwā: "due to the wealth of a harbī kāfir being lawful [mubāhal-asl], to obtain it via these means [via an invalid transaction] is permissible,as long as there is no deception, dishonesty and force involved. In regards to giving this

interest to a harbī kāfir, no Imām or Faqīh [jurist] has mentioned this, and according to us also, a Muslim can take 'interest' [and he considers it lawful wealth] from a harbī kāfir, but he [Muslim] cannot give it to him [harbī kāfir]."

[Waqār al-Fatāwā, Volume 1, pg 246]

Also, it is mentioned in Bahār-e-Sharī'at, "to obtain wealth from a harbī kāfir via an invalid transaction is not prohibited i.e. that transaction which is prohibited between two Muslims. If it is carried out with a harbī then it is not forbidden, however, the condition is that the transaction be beneficial for the Muslim."

[Bahār-e-Sharī'at, Volume 2, Part 11, Law No. 29, pg 775]

However, to buy a house with cash in countries such as England, America and Canada etc. is extremely difficult. If buying a house falls into 'Darūrah' (necessity) or 'Hājah' (need), then one can fulfil one's 'hājah' even if it means that a disbeliever will benefit. But, it is necessary that necessity or need is real and actual.

'Darūrah' is such an action which is so necessary, that if it is not carried out, there is certainty or pre-dominant assumption that one of these five things [religion, intellect, lineage, life or wealth] will be lost.

Just as it is mentioned in Fatāwā Ridawiyyah, that the divine laws are established for the protection of five things, namely; religion, intellect, lineage, life and wealth, and all actions revolve around these five things, except for useless works. If leaving an action will result in any of these [five things] being lost or close to being lost, then this is darūrah.

[al-Fatāwā al-Ridawiyyah, Volume 21, pg 205]

Undoubtedly, such a necessity will make the prohibited, permissible. Just as it is mentioned in al-Ashbāh: "Necessities make the prohibited, permissible".

[al-Ashbāh wal-Nadhā-ir al-Fan al-Awwal al-Qā'idah al-Khāmis, Volume 1, pg 118]

'Hājah' is an action which is important, but the protection of five things, namely; religion, intellect, lineage, life and wealth are not dependant on it. However, there will be difficulty, obstacle or loss if it is left.

Just as it is mentioned in Fatāwā Ridawiyyah, and if it is not depended upon, but, leaving it will result in difficulty, or obstacle then it is hājah, for example, having a lamp is not necessary for living one's life. During the era of Prophethood, those blessed houses never had lamps; the Mother of the believers (may Allāh be well pleased with her)

states, “in those days, the houses never had lamps”, narrated by Bukhārī and Muslim. However, there not being any light in the homes of the public is definitely a cause of difficulty and obstacle.

[al-Fatāwā al-Ridawiyyah, Volume 21, pg 205]

In our Sharī’ah, harm/injury is repelled i.e. wherever harm is present, it will done away with and ease will brought in its place. It is for this reason that our scholars have mentioned two well known juristic principles: 1. Harm is done away with 2. Hardship brings ease.

[al-Ashbāh wal-Nadhā-ir al-Fan al-Awwal, Volume 1, pg 118

The proof for these rules is present in the Qurān: Allāh (Most High) states,

“Allah does not wish to place you in difficulty”

[Sūrah al-Māidah, Verse 6]

Thus, in light of these these evidences, if your buying a house falls into darūrah or such a hājah which will result in difficulty, then to take out a loan which will give result in giving the other side benefit, from a bank which has no Muslim owners or from a kāfir [on an individual basis] is permissible.

It is in Fatāwāh Ridwiyyah that if any Muslim has a share in that company, then to take even one rupee extra [interest] is harām unrestrictedly.
[al-Fatāwā al-Ridawiyyah, Volume 17, pg 339]

In Fatāwā Bareilī, in reply to a question about purchasing a house in America via a interest based loan, it is stated that,if it there is necessity or need, whether it be for religious or worldly purposes, then to take out such a loan [even if the disbeliever is benefiting] from a bank or an individual [who is a disbeliever] is permissible. It is further in the fatwā mentioned that, it is harām to take a loan from the disbelievers and return a greater amount back to them due to ‘so-called’ necessities [which in reality are not necessities], because this is giving benefit to a harbī kāfir, which is forbidden in the sharī’ah.

[Fatāwā Bareilī, pg 33]

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
Answered by Abo Alhasan Mufti Qasim Zia al-Qādrī